تفسیر کبیر میں مذکور چار بے اصل روایات کا تحقیقی جائزہ

Analytical Study of four fabricated Narrations quoted in Tafseer-e - Kabeer

*ڈاکٹر محمد عزیز

**ڈاکٹر اظاہر

Abstract

Imam Razi has earned a reliable name and fame in world of scholars. His famous work Tafseer Kabeer is considered as remarkable in the list of Tafseer bir Raye. Being a great research work, power of an argumentation and prudenciality, it is an incomparable Tafseer. Imam Razi was well versed, both in rationality and traditional religion. That is why a great number of Ahadith are found in his Tafseer. Anyhow, while referring to hadith some weak (Zaeef) and baseless ahadiths also penetrate in his Tafseer,Kabeer.The given research article critically discusses such fake tradition . The aim is to differentiate real form of the unreal and to refrain people from giving references from such Ahadiths.

---

* لیکچرار ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھالوجی اسلامیہ کالج پشاور

** اسسٹنٹ پروفیسر، عبدالوالی خان یونیورسٹی مردان

قرآن سرچشمہ نور ہدایت ہے، یہ بنی نوع انسان کی رشد ہو ہدایت اور فلاح کی ضامن کتاب ہے۔ اس میں وہ اصول و قوانین موجود ہیں جو حیات انسانی کے لئے روح کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اولیں مقصد ہی یہی تھا کہ وہ انسانوں کو اللہ سبحانہ وتعالی کا کلام سمجھائیں-ارشاد ربانی ہے: كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۔[1]

وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔[2]

حضور وحی الٰہی کے اولین شارح تھے۔ صحابہ رضوان اللہ اجمعین کو جب بھی کوئی مشکل آتی تو وہ آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ ﷺ اس کی تشریح و تفسیر فرماتے-

اصول تفسیر کا پہلا اصول تفسیر القران بالقران ہے۔ دوسرا اصول تفسیر القران بالسنۃ ہے مفسرین انہی اصول کی روشنی میں قران کی تفسیر کرتے ہیں۔ قدیم مفسرین کے ہاں تفسیر بالماثور کے علاوہ کوئی تفسیر جائز نہیں تھی۔ بعد میں تفسیر کی اور بہت ساری اقسام سامنے آتی گئیں۔

جن میں تفسیر بالرائے بھی شامل ہے۔ امام رازی کی تفسیر مفاتیح الغیب المعروف بتفسیر کبیر اسی قبیل سے ہے۔

تفسیر کبیر اور بے اصل روایات

امام رازی رحمہ اللہ جامع العقول والمنقول تھے۔ آپ کی تفسیر تفسیر بالرائے کی ایک شاہکار اور بے نظیر تفسیر ہے ۔ آپ بیک وقت فقیہ، متکلم، شاعر، ادیب، محدث، صوفی اور خطیب تھے۔

آپ چونکہ محدث بھی ہیں اس لئے مختلف آیات کے ضمن میں بطور استشہاد روایات کثرت سے ذکر کرتے ہیں ۔ روایات کے معاملے میں وہ اگرچہ محتاط واقع ہوئے ہیں بایں ہمہ ان کی تفسیر میں بعض ایسی روایات در آئی ہیں جو موضوع یا بے اص کہلاتی ہیں۔ اس تحقیق کا مقصد ان روایات کی نشاندہی ہے۔

موضوع کی لفظی تعریف

وضع کا مادہ [و ض ع] ہے۔ عربی لغت میں اس کے مختلف معانی استعمال ہوئے ہیں۔

۱- الْخَفْضِ لِلشَّيْءِ وَحَطِّهِ- کم کرنا، نیچے کرنا[3] ۲- ضِدُّ الرَّفْعِ، یعنی پستی [4]

۳- الالصاق کسی بات کو چسپاں کرنا[5] ۴۔القاہ پھینکنا، گرانا، تیز چلنا[6]

علامہ ابن حجر عسقلانی نے مختلف معانی ذکر کرنے کے بعد الالصاق یعنی چسپاں کرنے کے معنی کو ترجیح دی ہے۔ فرماتے ہیں: الاول الیق بھذہ الحیثیة ۔[7]

موضوع کی اصطلاحی تعریف

حافظ ابن صلاح نے اپنے مشہور مقدمہ میں موضوع حدیث کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

الحديث المختلق المكذوب على رسول الله صلى الله عليه وسلم عمدا او خطاء [8]

وہ حدیث جو گھڑی گئی ہو اور اس گھڑی ہوئی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کیا گیا ہو چاہے جان بوجھ کر یا بھول چوک میں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے الموقظہ فی علم مصطلح الحدیث میں تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

ما كان مَتْنُه مخالفاً للقواعد، وراويه كذَّاباً، ك: "الأربعين الوَدْعانيَّة"، وكـ: "نسخة عليّ الرِّضَا" المكذوبةِ عليه. وهو مراتب، منه:

وہ حدیث جس کا متن قواعد، اصول اور مسلمات کے مخالف ہو اور اسکے راوی جھوٹے ہوں۔[9]

وہ چار موضوع روایات جو امام رازی رحمہ اللہ کی تفسیر میں در آئیں۔

۱۔عَلَيْكُمْ بِدِينِ الْعَجَائِزِ[10]

تم دیہات کی بوڑھی عورتوں کی طرح دین پر عمل پیرا ہو جاو۔

جس طرح بوڑھی عورتیں دین پر سختی سے عمل پیرا ہوتی ہیں کسی مصلحت یا رخصت کو خاطر میں نہیں لاتیں اسی طرح تم بھی دین پر اس طرح چلنا سیکھو۔

تبصرہ

اس روایت کے راوی محمد البیلمانی ہیں جن کے وضع احادیث کا الزام ہے۔ جن کے بارے میں یحیی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **"لَيْسَ بِشَيْءٍ وَمُحَمَّدٌ الْبَيْلَمَانِيُّ هَذَا لَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نُسْخَةٌ يُتَّهَمُ بِوَضْعِهَا.وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: لَيْسَ بِشَيْءٍ"-[11]**

ان کو منکر الحدیث بھی کہا گیا ہے۔ حمیدی نے بھی ان کی ثقاہت پر کلام کیا ہے۔

محمد بن عبد الرحمن البیلمانی جو کہ عمر کے آزاد کردہ ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، منکر الحدیث ہیں (یعنی ہمیشہ ثقات کی مخالفت کرتے ہیں) اور حمیدی نے ان کی ثقاہت میں کلام کیا ہے .[12]

امام بخاری فرماتے ہیں کہ ان کی بیان کردہ حدیثیں درست نہیں۔

محمد بن عبد الرحمن البیلمانی کی وہ احادیث جو لیث ان سے روایت کرتے ہیں وہ روایات درست نہیں ہیں .[13]

امام نسائی نے بھی ان کو منکر الحدیث کہا ہے۔

"الْبَيْلَمَانِي عَن أَبِيه مُنكر الحَدِيث"۔[14]

ابن حبان فرماتے ہیں کہ ان کی روایت کردہ کسی روایت پر اعتبار نہیں۔ کیونکہ یہ اپنے والد سے عجیب روایتیں گھڑتا ہے۔

"عبد الرَّحْمَن الْبَيْلَمَانِي مولى عمر بْن الْخطاب لَا يجب أَن يعْتَبر بِشَيْء من حَدِيثه إِذا كَانَ من رِوَ ايَة ابْنه لِأَن ابْنه مُحَمَّد بْن عَبْد الرَّحْمَن يضع على أَبِيه الْعَجَائِب"۔[15]

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ ان سے متعلق فرماتے ہیں: محمد بن عبد الرحمن بن البیلمانی کو یحیی بن معین، حمیدی، دار قطنی ضعیف قرار دیتے ہیں، امام بخاری، رازی اور نسائی ان کو منکر الحدیث کہتے ہیں جبکہ ابن حبان فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے دو سو کے قریب روایتیں نقل کرتے ہیں جو سب کے سب موضوع ہیں۔ ان سے استدلال کرنا کسی طرح جائز نہیں مگر تعجب کے واسطے نقل کی جاسکتی ہیں۔

"قَالَ يحيى: لَيْسَ بِشَيْء وَكَانَ الْحميدِي والدر اقطني يضعفانه، وَقَالَ البُخَارِيّ والرازي وَالنَّسَائِيّ رحمهم الله: مُنكر الحَدِيث، وَعند ابْن حبَان حدث عَن أَبِيه بنسخة بِمِائَتي حَدِيث كلهَا مَوْضُوعَة وَلَا يجوز الِاحْتِجَاج بِهِ" ۔[16]

امام ذہبیؒ فرماتے کہ علماء حدیث نے انہیں ضعیف کہا ہے، امام بخاری اور ابو حاتم کے نزدیک بھی منکر الحدیث ہیں:"قال الامام البخاري ، و أبو حاتم:البيلماني منكر الحديث".[17]

علامہ سخاوی نے بھی نہایت ضعیف قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ اپنے والد کی سند سے دو سو کے قریب روایتیں نقل کرتے ہیں جو سب کے سب موضوع ہیں:

"حَدِيث: عَلَيْكُمْ بِدِينِ الْعَجَائِز، لا أصل له بهذا اللفظ --- والراوي فيه ضعيف جدا"۔[18]

علامہ جلال الدین سیوطی اس سند کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

"عَلَيْكُمْ بِدِينِ الْعَجَائِزِ" دیلمی نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے ان الفاظ میں روایت کی ہے :

"إِذَا كانَ آخِرُ الزَّمَانِ وَاخْتَلَفَتِ الأَهْوَاءُ فَعَلَيْكُمْ بِدِينِ الْبَادِيَةِ وَالنِّسَاءِ" وسنده واه".[19]

۲۔ "إِذَا سَمَّيْتُمُ الْوَلَدَ مُحَمَّدًا فَأَكْرِمُوهُ وَأَوْسِعُوا لَهُ فِي الْمَجْلِسِ"۔ [20]

جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو تو اس کا اکرام کرو اور اسکے لئے مجلس میں وسعت پیدا کرو۔

یعنی یہ اکرام وتوقیر اس وجہ سے کرو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ مشابہت ہے۔

تبصرہ

اس روایت کی سند میں راوی عبد اللہ بن احمد الطائی ہے جو کہ وضاعین میں سے ہیں۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ ان سے متعلق فرماتے ہیں: اہل بیت سے متعلق ان کی روایات باطل ہیں -

"والراوي فيه عَن اهل الْبَيْت نُسْخَة بَاطِلَة"۔[21]

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: کہ عبد اللہ بن احمد الطائی ایک ناخوندہ جاہل تھا، نسخہ علی رضا (جس سے سارے راوی کذاب ہیں) سے جھوٹی حدیثیں نقل کرتا تھا۔[22]

لسان المیزان کے مصنف فرماتے ہیں: احمد بن عامر الطائی جو کہ عبد اللہ کے والد ہیں ابن جوزی کے ہاں متہم بالوضع ہے، جبکہ بیہقی نے شعب الایمان میں ان پر کلام کیا ہے۔ (یعنی باپ بیٹا دونوں متہم بالکذب ہیں)

"وقال ابن الجوزي في الموضوعات هو محل التهمة وتكلم فيه البيهقي في الشعب".[23]

امام ذہبی کی رائے بھی یہی ہے کہ یہ باپ بیٹا دونوں وضع احادیث کے حوالے سے متہم تھے۔ ان کی روایت کردہ احادیث باطل اور لغو ہیں۔ .[24]

یہ روایت وہب بن وہب کے طریق سے بھی مروی ہے مگر وہ بھی قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ علماء جرح وتعدیل کے نزدیک وہ بھی متروک اور متہم ہیں۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے تو وضاع اور کذاب کہا ہے۔

"قَالَ وَقَالَ رَسُول الله مَنْ كَانَ لَهُ ابْنٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَلْيُكْرِمْهُ وَلا يَضْرِبْهُ وَلا يَشْتُمْهُ أَمَا يَسْتَحِي أَحَدُكُمْ أَنْ يَقُول يَا مُحَمَّدُ ثُمَّ يَضْرِبُهُ، وَهْبٌ كَذَّابٌ وَضَّاعٌ وَالله أعلم".[25]

وہب بن وہب کے بارے میں امام مسلم رحمہ اللہ بھی متروک الحدیث کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"أبو البختري وهب بن وهب القاضي القرشي عن هشام بن عروه وجعفر بن محمد متروك الحديث".[26]

امام نسائی بھی انہیں متروک الحدیث قرار دیتے ہیں:

"وهب بن وهب أَبُو المختري مَتْرُوك الحَدِيث"-[27]

البانیؒ نے اس روایت کو دوسرے طرق سے بھی نقل کیا ہے مگر وہ طرق عمرو بن جمیع اور داہر الرازی کا ہے جن میں سے عمرو بن جمیع کو کذاب اور وضاع کہا گیا ہے جبکہ داہر الرازی متہم بالکذب اور وضع ہیں۔

" إذا سميتموه محمدا فعظموه ووقروه وبجلوه، ولا تذلوه ولا تحقروه ولا تجبهوه تعظيما لمحمد ﷺ ".رواه ابن بكير في "فضائل من اسمه أحمد ومحمد " ، وابن النجار عن عبد الله بن داهر الرازي: حدثنا عمرو بن جميع عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده مرفوعا. قلت: وهذا موضوع؛ عمرو بن جميع كذاب وضاع، والرازي متهم".[28]

٣۔ كنت نَبيا وآدَم بَين المَاء والطين۔ [29]

میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم پانی اور گارے کے درمیاں تھے۔

تبصرہ

ان الفاظ کے ساتھ اس روایت کی کوئی بنیاد نہیں۔ اس ملتی جلتی صحیح روایت موجود ہے جس کو امام ترمذی نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے

"هَذَا اللَّفْظ لَا اصل لَهُ وَلَكِن الْمَأْثُور فِيهِ مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَغَيره انه قيل يَا رَسُول الله مَتى كنت نَبيا اَوْ كتبت نَبيا قَالَ وآدَم بَين الرّوح والجسدوَقَالَ حسن صَحِيح""واخرج ابْن حبَان عَن سَارِيَة وَالْحَاكِم فِي صَحِيحهمَا من حَدِيث الْعِرْبَاض بن سَارِيَة اني كنت عِنْد الله لمكتوب خَاتم النَّبِيين وآدَم لَمُنْجَدِل فِي طينته وَهُوَ بِمَعْنى الاول وَقد افردت لِهَذَا الحَدِيث جُزْءا"۔30

امام سخاوی رحمہ اللہ سے اس بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: مجھے تو روایت کے ان الفاظ کا علم نہیں چہ جائیکہ میں اسکی صحت سے متعلق کوئی بات کروں۔

"وسئلت: هل صح عنه ﷺ أنه قال: "كنت نبيًا وآدم بين الماء والطين" وكنت نبيًا ولا آدم ولا طين".وهل يعتمد كلام ابن تيمية في الكراسة التي له أنه موضوع أم لا؟ فأجبت: بأنني لا أعلم وروده بهذا اللفظ فضلاً عن صحته، وقد أخرج الحاكم في "مستدركه" والترمذي في "جامعه" وقال: حسن غريب من حديث أبي هريرة قال: قالوا: يا رسول الله! متى وجبت لك النبوة؟ قال: "وآدم بين الروح والجسد".[31]

اسنی المطالب میں بھی روایتی معیار سے اس روایت کو موضوع قرار دیا گیا ہے۔

"حَدِيث: "كنت نَبيا وآدَم بَين المَاء والطين" مَوْضُوع". [32]

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے روایت کے میزان پر پرکھنے کے بعد اسے موضوعات میں شامل کیا ہے۔

"حَدِيث "كنت نَبيا وآدَم بَين المَاء والطين" مَوْضُوع". [33]

۴۔ "ولدت فِي زمَان الْملك الْعَادِل "۔[34]

میں عادل باشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں۔

تبصرہ

اس روایت میں ملک عادل سے ایران کے بادشاہ نوشیروان مراد لیا گیا ہے۔ یہ روایت بھی محدثین کے نزدیک موضوع ہے۔ شیخ حلیمی رحمہ اللہ نے اسکی صحت کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

"وَقَالَ الْحَلِيمِيّ فِي شعب الايمان هَذَا الحَدِيث لَا يَصح وان صَحَّ فإطلاق الْعَادِل عَلَيْهِ لتعريفه بِالِاسْمِ الَّذِي كَانَ يدعى بِهِ لَا لوصفه بِالْعَدْلِ وَالشَّهَادَة لَهُ بذلك اَوْ وَصفه بذلك بِنَاء على اعْتِقَاده المغترين فِيهِ انه كَانَ عادلا كَمَا قَالَ تَعَالَى "فَمَا أغنت عَنهُ آلِهَتهم" اي مَا كَانَ عِنْدهم آلِهَة وَلَا يجوز ان يُسمى رَسُول الله ﷺ من يحكم بِغَيْر حكم الله عادلا"۔[35]

علامہ سخاویؒ نے اس روایت کے حوالے سے فرمایا ہے کہ: یہ بات جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات منسوب کی جائے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو عادل کہا جو بغیر ما انزل اللہ پر فیصلہ کرتا ہو۔

"حَدِيث: وُلِدْتُ فِي زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ، لا أصل له، ---، ولا يجوز أن يسمي رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من يحكم بغير حكم الله عادلا، انتهى". [36]

ابو الفداء الدمشقی نے بھی کشف الخفاء ومزیل الالباس میں اس کو بے اصل اور من گھڑت قرار دیا ہے۔

"ذكره الصغاني بالتنكير، وقال: إنه موضوع، وقال في "المقاصد" لا أصل له". [37]

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اسے باطل اور بے بنیاد روایت قرار دی ہے نیز بیہقی اور حاکم صاحب مستدرک کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے بھی اسے باطل قرار دیا ہے۔

"باطل لا أصل له.قال البيهقي في " شعب الإيمان بعد أن ذكر كلاما جيدا للحليمي في " شعبه ": " وتكلم في بطلان ما يرويه بعض الجهال عن نبينا ﷺ: " ولدت في زمن الملك العادل ". يعني أنوشروان. وكان شيخنا أبو عبد الله الحافظ يعني الحاكم قد تكلم أيضا في بطلان هذا الحديث، ثم رأى بعض الصالحين رسول الله ﷺ في المنام، فحكى له ما قال أبو عبد الله، فصدقه في تكذيب هذا الحديث وإبطاله، وقال: ما قلته قط ".قلت: والمنامات وإن كان لا يحتج بها، فذلك لا يمنع من الاستئناس بها فيما و افق نقد العلماء وتحقيقهم كما لا يخفى على أهل العلم والنهى". [38]

خلاصہ

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ جامع المعقولات والمنقولات ہیں۔ ان کی تفسیر ہر حوالے سے امت پر احسان عظیم ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں ہر پہلو سے علم کے دریا بہائے ہیں۔ اپنی تفسیر مفاتیح الغیب میں احادیث واثار

کثرت سے لائے ہیں۔ روایات کے حوالے سے ان کا منہج بھی یہی ہے کہ اگر کہیں صحیح اور درست روایت مل جائے تو تاویل یا عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے۔ وہ روایات لانے میں محتاط بھی واقع ہوئے ہیں۔ کلام کو طول دینے کے لئے رطب ویابس جمع نہیں کرتے۔ اسے لئے وہ اسرائیلی روایات سے کتراتے ہیں بلکہ ان کی تردید بھی کرتے ہیں۔ بہر حال تمام کمالات وفضائل کے باوجود وہ ایک انسان ہیں۔ انسان اپنی جبلت اور خصلت میں کمزور ہی واقع ہوا ہے۔ ان کی عظیم الشان تفسیر کے بعض مقامات میں اس قسم کی روایات آئی ہیں۔ کوشش کی جائے کے ایسے روایات کو علماء جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں دیکھا جائے۔

حوالہ جات

---

[1])البقرۃ:۲/۱۵۱

[2]) النحل:۱۶/۴۴

[3]) عجم مقاييس اللغة ،ا بن فارس بن زكرياء القزويني الرازي، أبو الحسين (المتوفى: 395ھ) ج۶،ص۱۱۷،دار الفكر، طبع 1399ھ،1979 م

[4]) لسان العرب، محمد بن مكرم بن على، ابو الفضل، جمال الدين ابن منظور الانصاري الرويفعى الافريقى (المتوفى: 711ھ) ج۸، ص۳۹۶، دار صادر، بيروت، الطبعة الثالثه ،1414ھ

[5]) مختار الصحاح، زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي (المتوفى:666ھ) ج۱، ص۳۴۱، المكتبة العصرية، الدار النموذجية، بيروت صيدا، طبع الخامسة،1420ھ /1999م

[6]) المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة،(ابراهيم مصطفى / احمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار)، دار الدعوة ج۲، ص۱۰۳۹

[7]) ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج۲، ص۸۳۸

[8]) معرفة انواع علوم الحديث، ويُعرف بمقدمة ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن ابو عمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح (المتوفى 643ھ) ص۱۳۰، دار الفكر، سوريا، دار الفكر المعاصر، بيروت 1406ھ - 1986م

[9]) الموقظة في علم مصطلح الحديث، شمس الدين ابو عبد الله محمد بن احمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى 748ھ) ص٣٦، مكتبة المطبوعات الإسلامية بحلب، الطبع: الثانية، 1412ھ

[10])التفسير الكبير، ابو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي (المتوفى:606ھ) ج ٢، ص ٣٣١، دار احياء التراث العربي، بيروت الطبعة: الثالثة 1420ھ

[11]) تذكرة الحفاظ (اطراف احاديث كتاب المجروحين لابن حبان) ابو الفضل محمد بن طاهر بن علي بن احمد المقدسي الشيباني، المعروف بابن القيسراني (المتوفى:507ھ) ص٢١٩، دار الصميعي للنشر والتوزيع، الرياض، ط الاولى، 1415ھ، 1994م

[12]) التاريخ الكبير، محمد بن اسماعيل بن ابراهيم بن المغيرة البخاري، ابو عبد الله (المتوفى:256ھ) ج ا، ص ١٦٣ دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الدكن، طبع تحت مراقبة: محمد عبد المعيد خان

[13]) كتاب الضعفاء، محمد بن اسماعيل بن ابراهيم بن المغيرة البخاري، ابو عبد الله (المتوفى:256ھ) ص٦٦، الناشر: مكتبه ابن عباس، الطبع: الاولى1426ھ/2005م

[14]) الضعفاء والمتروكون، ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفى: 303ھ) ص ٩٢، دار الوعي، حلب، الطبع: الاولى، 1396ھ

[15]) الثقات، محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد، التميمي، ابو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى:354ھ) ج، ص ٩١، طبع باعانة: وزارة المعارف للحكومة العالية الهندية، دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن الهند الطبع: الاولى، 1393ھ، 1973م

[16]) الضعفاء والمتروكون جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597ھ) ج ٣، ص ٢٧، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبع، الاولى، 1406

[17]) ميزان الاعتدال في نقد الرجال، شمس الدين ابو عبد الله محمد بن احمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى:748ھ) ج ٣، ص ٣١٧، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، لبنان، الطبع: الأولى، 1382ھ - 1963م

[18]) المقاصد الحسنة في بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة، شمس الدين ابو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي (المتوفى: 902ھ) ص ٦٤٢ دار الكتاب العربي، بيروت ط الاولى، 1405ھ 1985م

الموضوعات، رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدر العدوي العمري القرشي الصغاني الحنفي (المتوفى 650ھ) ص ٥٢، دار المأمون للتراث، دمشق، ط الثانيه 1405ھ

[19]) الدرر المنتشرة في الاحاديث المشتهرة، عبد الرحمن بن ابي بكر، جلال الدين السيوطي (التوفى 911ھ) ص ۱۵۰، عمادة شئون المكتبات، جامعة الملك سعود، الرياض

[20]) مفاتيح الغيب، ابو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (التوفى 606ھ) ج ۳۱، ص ۲۰۰، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبع الثالثة، 1420ھ

[21]) الضعفاء والمتروكون، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (التوفى 597ھ) ج ۲، ص ۱۱۵ دار الكتب العلمية، بيروت، الطبع: الاولى، 1406

[22]) لسان الميزان، ابو الفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر العسقلاني (التوفى 852ھ) ج ۳، ص ۲۵۲ موسسة الاعلمي للمطبوعات بيروت، لبنان، طبع الثانية، 1390ھ / 1971م

[23]) لسان الميزان، ج ۱، ص ۱۹۰، موسسة الاعلمي للمطبوعات بيروت، لبنان، طبع الثانية، 1390ھ / 1971م

[24]) ميزان الاعتدال في نقد الرجال، شمس الدين ابو عبد الله محمد بن احمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (التوفى 748ھ) ج ۲، ص ۳۹۰، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، لبنان، الطبع: الاولى، 1382ھ، 1963م

[25]) اللآلىء المصنوعة في الاحاديث الموضوعة، عبد الرحمن بن ابي بكر، جلال الدين السيوطي (التوفى 911ھ) جلد ۱، ص ۹۵، دار الكتب العلمية، بيروت، ط الأولى، 1417ھ 1996م

[26]) الكنى والأسماء، مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشيري النيسابوري (التوفى 261ھ) ج ۱، ص ۱۵۳، عبد الرحيم محمد احمد القشقري، عمادة البحث العلمي بالجامعة الاسلامية، المدينة المنورة، المملكة العربية السعودية، الطبع: الاولى، 1404ھ/ 1984م

[27]) الضعفاء والمتروكون، ابو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (التوفى 303ھ) ص ۱۰۴، دار الوعي، حلب، الطبع: الاولى، 1396ھ

[28]) سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة واثرها السيئ في الامة، ابو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الاشقودري الالباني (التوفى 1420ھ) ج ۶، ص ۸۵، دار المعارف، الرياض، المملكة العربية السعودة، ط الاولى، 1412ھ، 1992م

[29]) مفاتيح الغيب، تفسير كبير، ابو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (التوفى: 606ھ) ج ۶، ص ۵۲۵، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبع: الثالثة، 1420ھ

[30]) اللآلي المنثورة في الاحاديث المشهورة المعروف ب (التذكرة في الأحاديث المشتهرة) ابو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي الشافعي (التوفى: 794ھ) ص ۱۷۲، دار الكتب العلمية، بيروت ط: الاولى، 1406ھ، 1986م

[31] الاجوبۃ المرضیۃ فیما سئل السخاوي عنہ من الاحادیث النبویۃ، شمس محمد بن عبد الرحمن السخاوي (التوفی 902ھ) ج۱، ص۱٦٦ ،دار الرایۃ للنشر والتوزیع، الطبع: الاولی، النشر: 1418ھ

[32] اسنی المطالب في احادیث مختلفۃ المراتب، محمد بن محمد درویش، ابو عبد الرحمن الحوت الشافعي (التوفی: 1277ھ) ص۲۲۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبع: الاولی، 1418ھ، 1997م

[33] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرھا السیئ في الامۃ، الالباني، ابو عبد الرحمن محمد ناصر الدین، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الاشقودري (التوفی: 1420ھ) ج۱، ص۳٧۴، دار المعارف، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبع: الأولی، 1412ھ / 1992م

[34] مفاتیح الغیب، تفسیر کبیر، ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمي الرازي الملقب بفخر الدین الرازي خطیب الري (التوفی: 606ھ) ج۱، ص٧۲۰۷ دار احیاء التراث العربي، بیروت، الطبع: الثالثۃ، 1420ھ

[35] اللآلی المنثورۃ في الاحادیث المشھورۃ ورۃ المعروف ب(التذکرۃ في الأحادیث المشتھرۃ) ابو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بھادر الزرکشي الشافعي (التوفی: 794ھ) ج۱، ص۹۱٧۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ط: الاولی، 1406ھ، 1986م

[36] المقاصد الحسنۃ في بیان کثیر من الاحادیث المشتھرۃ علی الالسنۃ، شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي (التوفی: 902ھ) ج۱، ص٧۰٧، دار الکتاب العربي، بیروت ط الاولی، 1405ھ 1985م

[37] کشف الخفاء ومزیل الالباس، اسماعیل بن محمد بن عبد الھادي الجراحي العجلوني الدمشقي، ابو الفداء (التوفی: 1162ھ) ج۲، ص٧۱۴۱، المکتبۃ العصریۃ، الطبع: الأولی، 1420ھ، 2000م

[38] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرھا السیئ في الامۃ، ابو عبد الرحمن محمد ناصر الدین، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الاشقودري الالباني (التوفی 1420ھ) ج۲، ص۴۲۵، دار المعارف الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودۃ، ط الاولی، 1412ھ، 1992م